مطالعہ سیرت اور غیر اسلامی مآخذ و مصادر

ڈاکٹر حافظ محمد عبدالقیوم☆

ABSTRACT

In orientalist tradition the study of *Sirah* is an academic subject not a religious one. The orientalists utilize non-religious sources in this study including social sciences and other disciplines. By the same taken, non-Muslim religious traditions, particularly the Judeo-Christian tradition are also amongst their major sources. With the passage of time, Muslim *Sirah* writers have also accommodated this trend in their studies.

This paper attempts to understand and explore this trend by analyzing the academic worth of these sources and their significance in this discipline. It also shows how this approach has widened the scope of *Sirah* study and created a space to explore the life of the Holy Prophetﷺ as a historic personality who has its ever lasting imprints on human civilization and religious tradition.

معاصر مغربی تحقیقات اور اس کے اثرات

نشاۃ ثانیہ اور تحریک اصلاح کے بعد مغربی علمیات کے تحت علوم کی تحقیقات میں آرکیالوجی، آثاریات وغیرہ کی بدولت جو نئے مناہج متعارف ہوئے ان مناہج نے تحقیق کے روایتی اسلوب میں جدت پیدا کی۔

اس علمی ورثہ کی دریافت میں جہاں آرکیالوجی، آثاریات وغیرہ نے حصہ لیا وہاں مغربی محققین کی دیگر تہذیبوں سے آگاہی کے شوق اور سیر و سیاحت کو بھی فراموش نہیں کیا جا سکتا۔

ان نئی تحقیقات و اکتشافات نے جہاں دیگر اثرات مرتب کیے وہاں بانیانِ تہذیب اور ان کے معتقدین

☆ لیکچرار، شیخ زاید اسلامک سنٹر، پنجاب یونیورسٹی، لاہور

© Dr Muhammad Hamidullah Library, IRI, IIU, Islamabad. http://iri.iiu.edu.pk/

کے درمیان صدیوں کی مسافت کو سمیٹ کر رکھ دیا ۔آج ہم اگرچہ اسلام کے آغاز اور اس وقت کی معاصر دنیا سے مسافت پر ہیں مگر معاصر تحقیقات و اکتشافات کے نتیجہ میں ان سے قریب تر ہیں ۔

اس نئے منہج تحقیق نے جہاں اسلامی دنیا کو صحیفہ ہمام بن منبہ ، مصنف عبدالرزاق اور مصنف ابن ابی شیبہ وغیرہ جیسی کئی نادر و نایاب علمی کتب و مباحث سے متعارف کروایا ہے وہاں آغازِ اسلام اور اس وقت کی معاصر دنیا کی اسلام سے متعلق آرا کو منصۂ شہود پر لا کر ایک نیا اسلوبِ بحث سامنے آیا ہے ۔

غیر اسلامی مآخذ

اٹھارویں اور انیسویں صدی میں مغربی محققین و متلاشیانِ علم نے سیر و سیاحت کے ذریعے دنیا کی دیگر تہذیبوں اور ان کی ثقافت و تمدن سے آگاہی کے ساتھ ساتھ ان کے علوم و معارف سے نہ صرف واقفیت حاصل کی ، بلکہ اسی شوق کی تسکین کے لیے علاقائی اور متروک زبانوں کو زندہ کیا ۔اسی طرح مغرب نے استعماری دور میں مغلوب تہذیبوں پر جہاں سیاسی غلبہ حاصل کیا تو دوسری طرف ان تہذیبوں اور ممالک میں محصور علمی ورثہ سے آگاہی بھی حاصل کی۔ اور پھر ان زبانوں میں محصور علمی ورثہ کو عالمی ورثہ گردانتے ہوئے برس ہا برس کی محنت کے بعد تدوین (Editing and Compilation) کے مرحلہ سے گزار کر رابطہ (Lingua Franca) کی معاصر زبانوں میں منتقل کیا۔ اس طرح آہستہ آہستہ یہ علمی ورثہ بڑھتا چلا گیا ۔ اب کسی بھی موضوع پر یہ علمی ورثہ تنگیِ داماں کا شکوہ نہیں لیے ہوئے ہے بلکہ کسی ایک موضوع پر کئی کتب و رسائل، مدوّن و مترجم شکل میں موجود ہیں ۔

چنانچہ معاصر محققین کے ہاں کسی ایک موضوع کو صرف اسی مدوّن شدہ علمی ورثہ کی روشنی میں دیکھنے کا رجحان ہو گیا ۔ اس پس منظر میں اسلام کو بھی غیر اسلامی تہذیبوں کے علمی ورثہ کی روشنی میں دیکھا جانے لگا ۔

مسلمانوں کے ہاں تاریخی طور پر اگرچہ دنیا کے مذاہب کی کتبِ مقدسہ کی پیش گوئیوں (Apocalyptic Literature) کی روشنی میں دیکھنے کا رجحان رہا ہے اور اس سلسلہ میں اس کے پاس ادبی ذخیرہ ہے۔ مگر اسلامی تہذیب کو غیر اسلامی معاصر تہذیبوں کی روشنی میں دیکھنے کا رجحان مسلمان محققین کے ہاں متعارف نہیں ہو سکا۔

عصر حاضر میں مغربی محققین کے ہاں یہ اسلوب متداول ہے۔ اس طرح غیر اسلامی تہذیبی ورثہ کی روشنی میں اسلام اور اس کے دیگر پہلوؤں بالخصوص سیرت نبویؐ سے متعلق مختلف تجزیے اور زاویہ ہائے نگاہ سامنے آنے لگے ہیں ۔ اس رجحان میں اسلامی علمی ورثہ اور اس کے مآخذ و مصادر کو ثانوی حیثیت میں رکھ کر صرف اور صرف غیر اسلامی مآخذ کی روشنی میں اسلام ، سیرت ، نبوت اور دیگر پہلوؤں کو زیر بحث لایا جا رہا ہے ۔قبل

اس کے کہ غیر اسلامی مآخذ و مصادر کے مطالعۂ سیرت پر اثرات کا جائزہ لیا جائے ،مناسب معلوم ہوتا ہے کہ پہلے اس غیر اسلامی ادبی ورثہ کا تعارف پیش کر دیا جائے ۔

تعارف

جب بھی دنیا میں کوئی اہم واقعہ وقوع پذیر ہوتا ہے تو پیش گوئیوں پر مبنی مختلف تہذیبوں کا ادبی ورثہ زیر مطالعہ آ جاتا ہے۔ جس طرح نائن الیون کے واقعہ نے مشہور پیش گوئیاں کرنے والے ناسٹراڈیمس (Nostradamus) اور پاکستان میں شاہ نعمت اللہ کی پیش گوئیوں سے متعلقہ مباحث زبان زدِ عام کردیا ۔ اسی پس منظر میں جب نبی کریم ﷺ اعلان نبوت فرماتے ہیں تو اس وقت کی معاصر دنیا میں مختلف قسم کے رویے سامنے آتے ہیں :

☆ سر زمین عرب میں پہلے سے موجود پیش گوئیوں کا مطالعہ اور ان کا ذاتِ نبویؐ پر اطلاق ۔

☆ دور دراز کے وہ علاقے جہاں نبی کریم ﷺ بنفس نفیس تو تشریف نہیں لے گئے مگر کسی طریقہ سے آپ ﷺ کی دعوت پہنچی، پیش گوئیوں کے ادب کی روشنی میں اس پر غور کیا جانے لگا ۔ پھر اس غور وخوض کے نتیجہ میں مختلف رویے سامنے آئے۔ متلاشیانِ حق نے لبیک کہا جبکہ معاندین آپ ﷺ کی دعوت کو جھٹلانے کے دلائل ڈھونڈنے لگے ۔

☆ ایک اور اہم رویہ اس وقت سامنے آیا جب دور افتادہ علاقوں میں اسلام اپنی فتوحات کے ذریعہ ان تہذیبوں کے دروازے پر دستک دینے لگا اور ان غیر اسلامی تہذیبوں کا اسلام سے براہ راست واسطہ پڑا ۔ پھر اس واسطہ سے ان لوگوں پر جو اثرات مرتب ہوئے ان کا اظہار غیر اسلامی تہذیبوں کے فکر و دانش کے حاملین طبقہ نے اپنی تحریروں میں قلم بند کیا ۔

چنانچہ شامی ، مصری ، ایرانی اور ہندوستانی تہذیبوں میں جن میں عیسائیت ، یہودیت، صابئیت اور ہندومت کے علاوہ دیگر مذاہب کے حاملین تھے ، اسلام ، نبی کریم ﷺ کی ذاتِ اقدس اور اس سے متعلقہ امور کے بارے میں تأثرات کا اظہار پایا جاتا ہے ۔

مغرب میں غیر اسلامی تہذیبوں کا اسلامی تہذیب کے بارے میں بالخصوص نبی کریم ﷺ کے بارے میں جو تحریری تأثر پایا جاتا ہے اس تک رسائی کئی مراحل سے گزرنے کے بعد ممکن ہوسکی ہے۔ مغربی محققین جن مراحل سے گزرے وہ کچھ اس طرح ہیں :

۱- سیر و سیاحت کا دور

۲- سیر و سیاحت کے نتیجہ میں اٹھارویں صدی میں ان مخطوطات کی دریافت

۳- ان مخطوطات کو سمجھنے کی مساعی جمیلہ ، زبانوں کو جاننا،ان کو سیکھنا

۴- انیسویں صدی میں ان مخطوطات کی اشاعت وتراجم

۵- ان تراجم اور مدوّن شدہ متون کی اشاریہ بندی(Centralization, or Indexation)، جیسے درج ذیل کتب :

1- Seeing Islam as Others Saw it By Robert Hoyland

2- Christian-Muslim Relations, A Bibliographical History By David, Thomas., and Roggema, Barbara,

پھر اس علمی ورثہ سے اخذ و استفادہ اور ان کی روشنی میں مختلف تجزیات اور نتائج کا اخذ کیا جانا:

1- Muhammad by Maxine Robinson

2- Hagarism By Michael Cook, Patricia Crone.

3- Syrian Christians under Islam by Thomas.

غیر اسلامی مآخذ کا تعارف اوران کی اقسام

رابرٹ ہوئے لینڈ (Robert G. Hoyland) نے ایک سو بیس سے زائد غیر اسلامی مآخذ و مصادر شمار کروائے ہیں۔اِن غیر اسلامی مآخذ کو زبانوں کے لحاظ سے کچھ اس طرح تقسیم کیا جاسکتا ہے :

ا- آرامی ب- عربی ج ۔ یونانی

د- سنسکرت ھ- قبطی ۔ و- لاطینی ۔

ز- فارسی ۔ ح- چینی ۔

ط- یہودی مآخذ۔ (ان مآخذ کی تفصیلی فہرست مقالے کے آخر میں دیکھی جا سکتی ہے)

اس مقالہ میں اگرچہ ان سب مآخذ کا تعارف ممکن نہیں مگر ان میں سے چند مآخذ کا ذیل میں جائزہ لیا جاتا ہے ۔جس کی ترتیب کچھ اس طرح ہو گی :

۱- تاریخی ادب (Historical Literature)، جس میں آرامی ، سریانی، یونانی اور عربی زبانوں میں لکھی گئی تحریریں شامل ہوں گی۔

۲- مناظراتی ادب (Apologetic Literature) ، جو زیادہ تر عربی زبان میں لکھا گیا ۔

۳- پیش گوئیوں پر مبنی ادب (Apocalyptic Literature) ، جو آرامی اور سریانی زبان میں لکھا گیا ۔

آرامی اور یونانی مآخذ

۱- یعقوبی تعلیمات (Docrtina Jacobi)

بپتسمہ شدہ یعقوب کی تعلیمات: یہ کتابچہ یعقوبی تعلیمات "Docrtina Jacobi" کے نام سے مشہور ہے: (Teachings of Jacob, the newly baptized)

یونانی نام: (Didaskalia Iakobou neobaptistou)

مصنف: نا معلوم

مآخذ: ہوئے لینڈ (Hoyland. P.58)

زبان (جس میں لکھا گیا): یونانی

وضاحت:

رومی بادشاہ ہرقل (Heraclius) نے اپنی سلطنت میں تمام یہودیوں کو عیسائی بنانے کا حکم جاری کیا تھا۔ اس پس منظر میں یہ کتابچہ "یعقوبی تعلیمات" یہودیوں کے خلاف ۶۳۴ء میں افریقہ میں لکھا گیا۔

یہ کتابچہ ایک یہودی تاجر یعقوب اور اس کا فلسطینی رشتہ دار جسٹس (Justus) کے درمیان ہونے والے مکالمہ پر مشتمل ہے۔ یہودی تاجر کاروباری سلسلہ میں کارتھج شہر گیا ہوا تھا کہ اس کو وہاں جبراً عیسائی بنا دیا گیا، مگر بعد میں وہ آہستہ آہستہ عیسائی تعلیمات کی صداقت کا قائل ہو گیا۔ جب یعقوب کا رشتہ دار جسٹس فلسطین سے وہاں پہنچا تو دونوں کے درمیان عیسائیت اور یہودیت سے متعلق مکالمہ ہوا۔

دورانِ مکالمہ جسٹس نے اس کو بتایا کہ اس نے فلسطین میں اپنے بھائی ابراہم کا ایک خط وصول کیا جس میں ایک نبی کے متعلق خبر دی گئی ہے جو عرب مسلمانوں (Saracens) کے ساتھ آ رہا ہے۔ جس کا دعویٰ ہے کہ یہ وہ موعود نبی ہے جس کا انتظار تھا۔

اس بات اور واقعات نے فلسطینی یہودیوں کے دلوں میں پائے جانے والے نجات دہندہ کے آنے کے جذبات اور توقعات کو مہمیز دی، جو اس بات کے مشتاق تھے کہ وہ نجات دہندہ ان یہودیوں کو بازنطینی عیسائی حکومت سے نجات دلوائے گا (جیسا کہ یہ بازنطینی حکومت یہودیوں پر مسلسل ظلم وستم ڈھا رہی تھی)، اور اس طرح وہ یہودی عربوں کے ساتھ مل جائیں گے:

"These events aroused messianic expectations among the Jews of Palestine, who were eager to free from

Byzantine rule, and they 'mixed' with the Arabs."[1]

ابراہم کہتا ہے کہ میں نے یہ معاملہ ایک عمر رسیدہ بزرگ، جو آسمانی صحائف پر گہری نظر رکھتا تھا، کے سامنے رکھا اور اس کی رائے معلوم کی، تو اس بزرگ نے کہا کہ وہ (نعوذ باللہ) ایک جھوٹا نبی ہے۔ اس بزرگ نے مزید یہ کہا کہ کیا کبھی انبیاء تلوار اور رتھ (Chariot) کے ساتھ آتے ہیں، لیکن ابراہم! تم جاؤ اور اس نبی کے بارے میں تحقیق کرو جو نمودار ہوا ہے۔ پھر ابراہم کے بقول وہ اس بات کی تحقیق کرتا رہا۔ اسی سلسلہ میں ان لوگوں سے بھی ملا جو اس نبی سے ملاقات کر چکے تھے، مگر مدعیِ نبوت میں خون ریزی کے علاوہ کچھ بھی صداقت نہیں پائی گئی۔

اس خط سے مندجہ ذیل باتیں سامنے آتی ہیں:

☆ پیٹریشیا کرون اور مائیکل کک کا کہنا ہے کہ اس خط میں جملہ ''موعود کی آمد کا دعویٰ کرتا ہے جس کا انتظار تھا'' "the anointed one who is to come" یہی نبی کریم ﷺ کا بنیادی پیغام تھا:

"That is to say the core of the Prophet's message, in the earliest testimony available to us outside the Islamic tradition, appears as Judaic messianism."[2]

☆ اسی طرح اس خط سے یہ بات بھی سامنے آتی ہے کہ نبی کریم ﷺ کو ابتداءً یہودیوں کا نجات دہندہ کے طور پر جانا گیا۔

یہ بات بھی لائق توجہ ہے کہ نبی موعود کے عرب سے آنے کی بشارت پائی جاتی تھی۔

☆ عمر رسیدہ بزرگ اور ابراہم دونوں کی نبی کریم ﷺ سے براہ راست ملاقات نہیں ہوئی تھی۔ اگر ملاقات ہو جاتی تو اس بات کا امکان بہرحال موجود تھا کہ وہ نبی کریم ﷺ کی تصدیق کر دیتے۔ اسی طرح ابراہم جن لوگوں سے نبی کریم ﷺ کے بارے میں جاننے کے لیے ملا، وہ بھی مسلمان نہیں تھے۔

☆ سامی مذاہب میں ایک نبی یا نجات دہندہ کی آمد کا انتظار کیا جا رہا تھا۔

نجات دہندہ کی آمد سے متعلق پیش گوئیاں یہودی لوگوں کے ہاں معروف تھیں۔ چنانچہ ایک

۱- David Thomas, and Roggema, Barbara, ***Christian-Muslim Relations, a Bibliogrphical History***, Vol. I, P 118.

۲- Crone, Patricia., and Cook, Michael, Hagarism, ***The Making of The Islamic World***, Cambridge University Press, London, 1977, P. 4.

یہودی رَبّی سائمن بن یوحَیہ (Simon ben Yohay) دوسری صدی عیسوی میں آٹھویں صدی عیسوی سے متعلق ہونے والے واقعات کی پیش گوئیاں کرتا ہے جو تاریخ میں ''سائمن بن یوحَیہ کی دعائیں'' اور ''سائمن بن یوحَیہ کے راز'' کے نام سے آرامی زبان میں محفوظ ہیں ۔

۲- سوفرونیئس (Sophronius) یروشلم کا بشپ

سوفرونیئس جو یروشلم میں بشپ تھا ۔ اس کی تاریخ پیدائش کم و بیش ۵۶۰ء گمان کی جاتی ہے ۔ یہ دمشق میں پیداہوا اور گیارہ مارچ ۶۳۸ء میں یروشلم میں فوت ہوا ۔ اس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ سوفسطائی فکر کا حامل تھا ۔

حضرت عمر فاروقؓ نے جب بیت المقدس فتح کیا تو اس بشپ نے ۶۳۸ءعیسوی میں آپؓ کے سامنے ہتھیار پھینکے۔ یہ نبی کریم ﷺ ، اسلام کی ابتدائی تاریخ اور مسلمانوں کی فتوحات کے بارے میں اہم غیرمسلم مآخذ ہے ۔ اس کی کتب حسب ذیل ہیں :

1. Synodical Letter
2. Christmas Oration
3. Holy Baptism or Epiphany
4. Leimon of John Moschus[۳]

بشپ کی درج بالا تحریروں میں سے پہلی یونانی زبان میں ہے ، اور یونانی میں اس کا نام (Ta Synodika tou autou en hosia te mneme Sophroniou,) ہے۔

یہ تحریر ۶۳۴ء میں لکھی گئی ، اس میں جہاں عیسائیت کے آپس کے اختلافات کا ذکر ہے وہاں دوسری طرف نبی کریم ﷺ ، اسلام اور مسلمانوں کے بارے میں بھی ذکر ملتا ہے کہ مسلمانوں نے بے رحمانہ طریقہ سے قتل و غارت کا بازار گرم کیا ہوا ہے :

ا- مکتوب بنام کلیسائی مجلس (Synodical Letter)

> "He makes a lengthy reference to the Saracens 'who have now risen up against us unexpectedly and ravage us with ....impious and godlessly audacity"[۴]

۳- *Christian-Muslim Relations, a Bibliogrphical History*, Vol. I, P 121.

۴- ایضاً ، ص ۱۲۱

ب۔ کرسمس خطبہ (Christmas Oration)

یہ بھی یونانی زبان میں ۶۳۴ء میں لکھا گیا خطبہ ہے۔ اس کا یونانی نام حسب ذیل ہے:

'Tou en hagiois patros hemon Sophroniou archiepiskopou Hierosolymon logos eis ta theia tou soteros genetelia en hagia Kyriake katantesanta kai eis ten ton Sarakenon ataxian kai phthartiken epanastasin'

جس کا انگریزی نام کچھ یوں ہے:

'Sermon of our father Sophronius, Archbishop of Jerusalem, who belongs to the saints, on the divine birthday of the Savior falling on holy Sunday and on the disorder and the destructive rising up of the Saracens'[۵]

ج- مقدس بپتسمہ (Holy Baptism or Epiphany)

یہ خطبہ قریباً ۶۳۷ء میں یونانی زبان میں دیا گیا تھا۔ جس میں وہ مسلمانوں کو خدا سے نفرت کرنے والے اور بدلہ لینے والے (Vengeful and God-hating Saracens) کہا گیا ہے۔

اسی طرح وہ سامعین کو مخاطب کرتے ہوئے کہتا ہے کہ ہم پر اتنی جنگیں کیوں مسلط کی جارہی ہیں اور برباد کیوں کیا جا رہا ہے؟ اور تباہی و بربادی کی وجوہات بیان کرتے ہوئے کہتا ہے کہ اس کی وجہ عیسائیوں کا خود اپنا رویہ ہے جو خدا کی مرضی کے خلاف گناہ کے مرتکب ہوتے ہیں اور عقیدہ وعمل کے لحاظ سے صراط مستقیم سے بھٹک چکے ہیں، درحقیقت ہم خود ان سب چیزوں کے ذمہ دار ہیں اور (آخرت میں) ہمارے دفاع میں کوئی لفظ بھی نہیں کہا جائے گا:

"We are ourselves, in truth, responsible for all these things and no word will be found for our defense."[٦]

۵- ایضاً، ص ۱۲۳

٦- ایضاً، ص ۱۲٦

۳- وقائع خوزستان(Chronicles of Khozistan)

مصنف : نامعلوم

زبان : سریانی

محققین کی تحقیق کے مطابق اس کا مصنف شام کے مشرقی علاقہ سے ہے ۔یہ وقائع ایک اندازہ کے مطابق ساتویں صدی کے وسط اور۶۵۲ء کے بعد لکھے گئے ہیں ۔ اس میں مصنف اسماعیلی (حضرت اسماعیل علیہ السلام کی طرف نسبت) اور ان کے رہنما محمدﷺ کا حوالہ دیتا ہے ۔ اسی طرح ان وقائع میں مسلمانوں کی بازنطینی اور فارسی سلطنتوں کے خلاف مہمات کا ذکر ملتا ہے ۔حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ ، حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کی سرگرمیاں اور حضرت خالد بن ولیدؓ کی مہمات کا ذکر ملتا ہے ۔

اہم بات یہ ہے کہ اس میں مسلمانوں کی فتوحات کی مذہبی یا الٰہیاتی تعبیر کچھ اس طرح ملتی ہے کہ مسلمانوں کی فتوحات اللہ تعالیٰ کی طرف سے قرار دی گئی ہیں ۔ یہ بات بھی ملتی ہے کہ مسلمانوں کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کا وارث قرار دیا گیا ہے اور یہ بھی بتایا گیا ہے کہ ان کی عبادت کی بنیاد حضرت ابراہیم علیہ السلام کے کعبہ پر ہے:

> "It contains a theological interpretation of the Muslim successes, explaining that their victory comes from God. Muslims are seen as descendants of Abraham, based on their tradition of worship at the Dome (qubta, Ka'ba) of Abaraham."(۷)

۴۔ تاریخ سیبوس (The History of Sebeos)

کتاب کا آرامی نام : (Patmut'inwn Sebeosi)

مصنف کا نام : سیبوس

زبان : آرامی

یہ تاریخ ۶۵۵ء یا اس کے بعد لکھی گئی ۔ اس میں اسلامی سیاست کے آغاز اور وسعت کا ریکارڈ ہے ۔ اس میں نبی کریمﷺ کے حوالے سے مسلمانوں کے عقائد کا بھی ذکر ہے ۔ نبی کریمﷺ کے حوالے سے کہا گیا ہے کہ وہ مبلغ اور مقنن ہیں جو سچائی کے راستہ کی طرف دعوت دیتے ہیں ۔ اس میں اس بات پر خاص

۷- ایضاً، ص ۱۳۱

زور دیا گیا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام مشترکہ بزرگ ہیں ۔ جب کہ مسلمانوں کو اکثر اوقات حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بیٹے اور بعض مقامات پر مسلمانوں کو حضرت ہاجرہ کے بیٹوں سے مخاطب کیا گیا ہے ۔

اہم بات یہ ہے کہ اس میں سرزمینِ فلسطین پر قبضہ کے دعویٰ کو اخلاقی و قانونی جواز فراہم کیا گیا ہے کہ یہ زمین تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی وراثت ہے۔ اس تاریخ میں مسلمانوں کے ان اعتقادات کو جھٹلانے کی ذرہ برابر کوشش نہیں کی گئی ہے ۔

> "The final of the text, comprising 41 pages of Abgaryan's critical edition, records the emergence and expansion of a new and dynamic Islamic polity. It sketches key beliefs, tracing them back to Muhammad, a preacher and legislator and, intriguingly, the 'path of truth'. Inparticular, Abraham is stressed as a common ancestor whilst the members of the community are defined repeatedly as the sons or children of Ishmael and occasionally as Hagarenes. Claims for territory are justified in terms of Abraham's divinely-sanctioned inheritance. Intriguingly, there is no attempt to refute or rebut these beliefs, other than a terse rejection of these demands by the Byzantine Emperor Heraclius."(۸)

سیبوس کی تاریخ میں حضرت عمروؓ (بن عاص) یا حضرت عمرؓ (محققین مخطوطہ سے اس بات کا تعین نہیں کر سکے کہ حضرت عمرو ہیں یا حضرت عمر ہیں) کو حضرت اسماعیل کی اولاد کے بادشاہ (King of the children of Ishmael) کہا گیا ہے ۔ اسی طرح حضرت معاویہؓ کو حضرت اسماعیل کا شہزادہ (Prince of Ishmael) کہا گیا ہے (۹)۔

۸- ایضاً، ص ۱۴۱

۹- ایضاً، ص ۱۴۲

ز۔ نام کتاب : **مختصر تاریخ الدُوَل**

نام مصنف : بار ہیبراس (Bar Hebraeus) جس کا ترجمہ ''یہودی کا بیٹا'' ہے، '' ابن عبری'' بھی اس کا ترجمہ ہے۔ اس لیے بعض محققین نے فاضل مصنف کا نام صرف ابن عبری بھی لکھا ہے۔

زبان : عربی

مصنف شامی بشپ تھا جو ۶۸۵ھ/۱۲۸۶ء میں فوت ہوا۔ نبی کریم ﷺ کے بارے میں ابن عبری لکھتا ہے کہ آپ کا نسب نامہ حضرت اسماعیل بن ابراہیم علیہما السلام تک جاتا ہے اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کو حضرت ہاجرہ علیہا السلام نے جنم دیا اور حضرت ہاجرہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زوجہ سارہ کی لونڈی تھیں :

> **''محمد بن عبدالله ذكر النسّابون أن نسبته ترقى الىٰ اسماعيل بن ابراهيم الخليل، الذى ولدت له هاجر أَمَةُ ساره زوجته.''**(۱۰)

غزوہ بدر کا ذکر مسلم مؤرخین کی طرح کرتا ہے:

> **''وفى السنة الثانية من هجرته الىٰ المدينة ، خرج بنفسه الىٰ غزاة بدر وهى البطشة الكبرىٰ ، وهزم بثلاث مائة وثلاثة عشر رجلاً من المسلمين ، ألفاً من أهل مكة المشركون.''**(۱۱)

اہم بات یہ کہ درج بالا عبارت میں ابن عبری اہل مدینہ کومسلمان اور اہل مکہ کومشرکین کہہ رہا ہے۔

اسی طرح مدعی نبوت مسیلمہ کو ''کذاب'' لکھتا ہے اور اس کے متعلق کہتا ہے:

> **'' وفى السنةالعاشرة ، حج حجة الوداع وفيها تنبأ باليمامة مسيلمة الكذاب ''**(۱۲)

اس کے ساتھ مصنف نبی کریم ﷺ کے بارے میں ''ﷺ'' کے الفاظ بھی لکھتا ہے۔

مگر یہی مصنف اپنی دوسری کتاب ''Chronography'' میں نبی کریم ﷺ کی نبوت کا انکار کرتا ہے۔

نام کتاب	:	کرونوگرافی
نام مصنف	:	بار ہیبراس
زبان جس میں لکھی گئی ہے	:	سریانی

۱۰۔ David Thomas, ***Syrian Christians under Islam***, P 89-90.

۱۱۔ ایضاً، ۸۹-۹۰

۱۲۔ ایضاً، ص ۹۰

فاضل مصنف نے درج بالا کتاب ''مختصر تاریخ الدُّوَل'' کے علاوہ زیر بحث کتاب بھی لکھی ہے ۔ اس میں مصنف نے نبی کریم ﷺ کے بارے میں جو مؤقف اختیار کیا ہے وہ یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنے چچا کے ساتھ نبوت سے پہلے یثرب سے فلسطین آئے تھے ۔ جہاں نبی کریم ﷺ نے زرخیز زمین اور اس کی پیدا کردہ چیزوں کو دیکھا تو یہودیوں سے اس زرخیزی کا راز پوچھا تو یہودیوں نے کہا کہ یہ زمین اور یہ زرخیزی ان کو ایک اللہ پر یقین رکھنے کی وجہ سے ملی ہے۔ اس کے بعد نبی کریم ﷺ نے یہ بات اپنے دل میں رکھ لی ۔ جب آپ مکہ واپس لوٹے جہاں بت پرستی عام تھی ، تو نبی کریم ﷺ نے بت پرستی کو ختم کرنے اور توحید کو رواج دینے کی ٹھان لی تا کہ ایک خدا پر یقین رکھنے کی وجہ سے فلسطین کی طرح یہاں بھی خوشحالی ہو جائے اُس وقت آپ کی عمر چالیس برس تھی۔

> "And with the wealth of his woman, and with her camels he became a merchant, and he went up from YATHREB his city to PALESTINE. And when he saw the land, that it was fertile and produced good things, he conversed with certain JEWS and he learned from them that God had given them that land of promise because of their belief in One God, and their rejection of the worship of idols. And he also desired this land earnestly, and he began to persuade his fellow countrymen about this matter when he was forty years of age."(۱۳)

جب نبی کریم ﷺ کی دعوت کو قبول کرنے والے تعداد میں بڑھتے گئے تو جو شخص آپ ﷺ کے دین کو قبول نہیں کرتا تھا اس سے دلائل سے گفتگو کرنے کی بجائے تلوار سے پیش آیا جاتا تھا :

> "And to the man who would not accept his religion he returned answer, not any longer with [words of] persuasion, but with the sword." (۱۴)

۱۳- ***Hebraeus, Bar, The Chronography***, Translated by Ernest A. Wallis Budge, Oxford University Press, London, 1932, vol. I, P 90-91.

۱۴- ایضاً، ص ۹۱

مناظراتی ادب

عباسی دور کی پہلی صدی میں مسلمانوں اور عیسائیت کے درمیان مذہبی مباحث کا تحریری طور پر آغاز ہوتا ہے۔ مسلمانوں اور نصاریٰ کی طرف سے مناظراتی ادب سامنے آتا ہے ۔ جس میں فریقین نے اپنے اپنے ادیان کے اثبات کے لیے جواب دیے ہیں ۔

دوسری اور تیسری صدی ہجری میں اس ادب کے وجود میں آنے کی عمرانی وجوہات کا اگر جائزہ لیا جائے تو یہ بات سامنے آتی ہے نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد جب نبی کریم ﷺ کی دعوت عالمِ عرب سے نکل کر دیگر علاقوں میں پہنچتی ہے تو غیر اسلامی مذاہب بالخصوص نصرانی لوگ جوق در جوق دائرۂ اسلام میں داخل ہونے لگتے ہیں۔ یہ بات ظاہر ہے کہ مسیحیت کے علما کے لیے ناگوار تھی ۔ ان حالات کو دیکھ کر مسیحی علما کو اپنی آبادی کو قبولیتِ اسلام سے روکنے کے لیے اپنے مذہب کے دفاع میں اسلام کے خلاف لکھنا پڑا ۔

رچرڈ بلّیٹ (Richard W. Bulliet) کے شماریاتی تجزیے سے دوسری صدی ہجری میں لوگوں کے اسلام قبول کرنے کی جوشرح (Rate) سامنے آتی ہے وہ یہ ہے کہ عراق ، شام اورمصر میں لوگوں کی ایک کثیر تعداد اسلام قبول کر رہی تھی۔ رچرڈ بلّیٹ کے بقول ۷۹۱ء سے ۸۸۸ء کے درمیانی عرصہ میں آبادی کا پینتیس فی صد حصہ مسلمان ہو چکا تھا ۔ اس کو رچرڈ ''Bandwagon Process'' کا نام دیتا ہے [(۱۵)]۔

چنانچہ ان حالات کے پس منظر میں درج ذیل مناظرانہ ادب سامنے آتا ہے، جس کا ذیل میں تعارف پیش کیا جاتا ہے :

۱- نام کتاب : کتابِ فیصلہ (The Book of Scholion)

مصنف : تھیوڈور بارکونی (Theodore Bar Koni)

زبان : سریانی

مصنف نے یہ کتاب ۷۹۲ء میں مکمل کی ۔مصنف عیسائیت کے نسطوری فرقہ سے تعلق رکھتا ہے۔مصنف کی کتاب اس وقت تین صورتوں میں پائی جاتی ہے ۔ جن میں سے ایک شامی اور دو عربی میں ہیں۔ ان ایڈیشن میں اختلافات بھی پائے جاتے ہیں۔ ذیل میں عربی ایڈیشن کے مطابق نبی کریم ﷺ کے متعلق مباحث سامنے لائی جاتی ہیں ۔

مصنف کی طرف سے کتاب میں عہد نامہ قدیم و جدید پرمسلمانوں کی طرف سے کیے گئے اشکالات کا

۱۵- Bulliet, Richard, W., ***Conversion to Islam in the Medieval Period; an Essay in Quantitative History***, Cambridge University Press, 1979.

جواب دینے کی کوشش کی گئی ہے۔ اس کتاب کے دسویں باب میں استاد اور شاگرد دو کردار ہیں ۔ شاگرد اسلام کا نقطۂ نظر پیش کرتا ہے اور استاد عیسائیت کی طرف سے اس کا جواب دیتا ہے۔

بارکونی شاگرد سے پوچھتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے تم کو جو تعلیمات دی ہیں وہ نبی کریم ﷺ پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوئی تھیں یا انہوں نے اپنی طرف سے بتائی ہیں ؟ اگر یہ تعلیمات نبی کریم ﷺ کی ذہن کی اختراع ہیں تو ہم ان کو ماننے کے پابندنہیں ہیں۔ اور اگر تم کہتے ہو کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں تو پھر وہ خدا کہاں ہے ، جس نے یہ تعلیمات سکھائی ہیں؟ بارکونی یہ کہنا چاہتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مستند تعلیمات پہنچائیں ہیں۔ سو اگر نبی کریم ﷺ کی تعلیمات بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے مستند ہیں تو پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات کو ختم ہو جانا چاہیے تھا ۔

اسی طرح بارکونی یہ بحث کرتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے بَحِیرا (Bahira) سے تعلیمات سیکھی تھیں ۔ مسلمانوں کی روایات اس بحیرہ کے متعلق کہتی ہیں کہ اس نے نبی کریم ﷺ کی نبوت کی تصدیق کی تھی جبکہ عیسائی روایات کے مطابق اس راہب نے نبی کریم ﷺ کو گمراہ کن تعلیمات (Misleading Teachings) سکھائی تھیں[۱۶]۔

ب- نام کتاب :رسالہ ٹموتھی

نام مصنف : ٹموتھی اول (Timothy I)

مصنف ٹموتھی اول (۸۲۳ء ۔م) نسطوری بشپ تھا ۔ مصنف کی کتاب دراصل دو خطوط ہیں جو اس نے اپنے راہب دوست کو لکھے تھے ۔ ان خطوط میں ان مباحث کی تفصیل ہے جو عباسی خلیفہ مہدی کے دربار میں ہوئے تھے۔ ان میں کم و بیش ستائیس سوالات ہیں۔ ان خطوط میں اگرچہ مصنف نبی کریم ﷺ کی تعریف کرتا ہے مگر آپ ﷺ کی نبوت کا انکار کرتے ہوئے اس کی وجوہات بیان کرتا ہے ۔ ان میں اہم مباحث حسب ذیل ہیں:

خلیفہ مہدی کے سوال کا جواب دیتے ہوئے کہتا ہے کہ محمد ﷺ انبیاء کے طریقہ پر چلے اور اللہ سے محبت کرنے والوں کے راستے پر چلے ۔

محمد ﷺ حضرت موسیٰ اور حضرت ابراہیم علیہم السلام کی طرح تھے ۔

پھر نبی کریم ﷺ کی نبوت کے انکار کے متعلق دلائل دیتے ہوئے کہتا ہے :

۱۶- ed. David Thomas, ***Syrian Christians under Islam***, Brill, Leiden, Neatherlands, 2001, P 77.

پہلے صحائف میں نبی کریمﷺ سے متعلق کوئی پیش گوئی نہیں پائی جاتی ہے ۔ جب خلیفہ مہدی بائبل میں آنے والے لفظ ''فارقلیط'' کے متعلق پوچھتا ہے تو کہتا ہے کہ اس لفظ کا مصداق نبی کریمﷺ کو نہیں ٹھہرایا جا سکتا:

"Muhammad is not the Paraclete"[۱۷]

ج- نام کتاب : رسالہ طبرانی

نام مصنف : ابراہیم الطبر انی

زبان : عربی

یہ تیسری صدی ہجری یعنی نویں صدی عیسوی میں خلیفہ مامون کے دور میں لکھی گئی تحریر ہے ۔ مصنف نبی کریمﷺ کی نبوت کا انکار کرتے ہوئے کہتا ہے :

''وأما قولک فی نبیک انه خاتم الأنبیاء فلیس هو نبیاً ابقاک الله .''

''اللہ تعالیٰ آپ کی عمر دراز کرے ، جہاں تک آپ کی اس بات کا تعلق ہے کہ آپ کے نبی (ﷺ) خاتم الانبیا ہیں تو وہ نبی نہیں تھے ۔''

پھر راہب سے سوال کیا جاتا ہے کہ کیا تم میرے قرآن میں جھگڑتے ہو؟ کیا تم اس بات کا اقرار نہیں کرتے ہو کہ یہ قرآن اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی ہے ؟ جس کو اللہ تعالیٰ نے نبی کریمﷺ پر نازل فرمایا ؟

''أراک تجادلنی بقرآنی ؟ أفتقر أن هذا القرآن وحي من الله ؟ أنزله علیٰ نبی محمد ﷺ ؟

اس کے جواب میں راہب کہتا ہے کہ میری عمر کی قسم! میں اس میں سے کسی چیز کا اقرار نہیں کرتا ، اور نہ ہی میں اس بات کا اقرار کرتا ہوں کہ آپ کا نبی (ﷺ) حقیقی نبی ہے :

''قال: الراهب: لا لعمری! ما أقر شیأاً من هذا ، ولا أقر أن نبیک نبي.''

محمد (ﷺ) تو محض ایک بادشاہ تھے جس کی اللہ تعالیٰ نے مدد کی :

''وانما هو ملک ارتضیٰ الله''

اور جہاں تک نبی کریمﷺ کی فتوحات کا تعلق ہے تو فتوحات کا ہونا اللہ تعالیٰ کے قرب کی نشانی نہیں ہے کیوں کہ ماضی میں ایسے لوگ فتوحات حاصل کرتے رہے ہیں جو اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھنے والے نہیں تھے :

''أما قولک فی أمیر المؤمنین ! ان الله قد أعزّه ....فقد أعزّ مَن کان

۱۷- ایضاً، ص ۹۷

قبـلـه مـن الـكـفـار والـمشـركيـن . فأنظر الىٰ ملوك الاعجمي والىٰ كفرهم بالله ! وان الله ....يحفظهم و هو مدبر خلقه كيف أحب"[۱۸]

مگر دوسری طرف فاضل مصنف اس بات کا اقرار کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت اسماعیل علیہ السلام سے متعلقہ اپنا وعدہ محمد (ﷺ) کے ذریعے پورا کیا :

"أوفى به وعلىٰ يده وعده لابراهيم فى اسماعيل "[۱۹]

دوسری جگہ مصنف کے یہ الفاظ ہیں : **"وتم به وعده ابراهيم فى اسماعيل "**

د- نام کتاب : رسالہ کندی

نام مصنف : عبدالمسیح یعقوب الکندی

زبان : عربی

یہ رسالہ کم وبیش ۲۱۰ھ /۸۲۵ء میں لکھا گیا ۔ مناظراتی ادب میں عبدالمسیح کا یہ رسالہ امتیازی مقام رکھتا ہے۔ اس رسالہ کا ایک اہم پہلو یہ ہے کہ اپنے موضوع پر یہ ایک تفصیلی رسالہ ہے ۔ اس رسالہ کو چار حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے :

☆ **التوحيد والتثليث**

☆ نبی کریم ﷺ کی نبوت کا رد

☆ قرآن کریم پر اشکالات

☆ مسیحیت کا دفاع اور اسلام پر اعتراضات

معاصر محققین کا یہ کہنا ہے کہ اس رسالہ کا حصہ اول ایک معروف شامی عیسائی فاضلِ الٰہیات ابورائطہ حبیب بن ہُذَیل التکریتی کے رسالہ کی نقل ہے [۲۰]۔

عربی عیسائی ادب میں رسالہ کے دوسرے اور تیسرے حصہ کی مباحث کم ملتی ہیں ۔ اس لحاظ سے اس رسالہ کو امتیازی حیثیت حاصل ہے ۔

نبی کریم ﷺ کی نبوت کے بارے میں فاضل مصنف نے دو قسم کے دلائل دیے ہیں ، جن میں سے پہلی قسم کے دلائل روایتی طرز کے ہیں جبکہ دوسری قسم کے دلائل نئے اسلوب میں ہیں جو عام طور پر نہیں ملتا

۱۸- ایضاً، ص ۷۸

۱۹- ایضاً، ص ۷۸

۲۰- ایضاً، ص ۸۱

ہے۔

پہلی قسم کے دلائل اختیار کرتے ہوئے مصنف نبی کریم ﷺ کی نبوت کا اس لیے انکار کرتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کے بارے میں کوئی پہلی کتابوں میں پیش گوئی نہیں پائی جاتی ہے ۔ اسی طرح نبی کریم ﷺ سے کوئی معجزہ صادر نہیں ہوا ، نبی کریم ﷺ کے جس معجزہ کا ذکر کیا جاتا ہے وہ قرآن کریم ہے ۔

دلائل کا دوسرا اسلوب جو معاصر محققین کے بقول اس کا امتیاز ہے، وہ یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کے غزوات کو پیش نظر رکھتے ہوئے مصنف کہتا ہے کہ نبی کریم ﷺ ایک نبی کی نسبت (نعوذ باللہ) جنگجو زیادہ تھے ۔ اور اسی صفت کی وجہ سے نبی کریم ﷺ بعض اوقات لوگوں پر نعوذ باللہ نامناسب طور پر حملہ کر دیتے تھے ۔

نبی کریم ﷺ کی ازدواجی زندگی بالخصوص حضرت زینبؓ سے نبی کریم ﷺ کے نکاح پر اعتراضات کرتا ہے[۲۱]۔

ھ- نام کتاب : کتاب البرہان

نام مصنف : بُطرس البیت الرأسی

زبان : عربی

مصنف عہد نامہ جدید کی کتاب متی کے باب بیس آیات ایک تا سولہ کی تعبیر وتشریح کو بنیاد بنا کر یہ نتیجہ اخذ کرتا ہے کہ زیر بحث انجیل کی آیات میں جن پانچ آوازوں کا ذکر ہے،ان پانچ آوازوں سے مراد پانچ میثاق ہیں جو پانچ انبیاء کرام سے لیے گئے تھے ، جن میں حضرت آدم ، حضرت نوح ، حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ شامل ہیں، جبکہ مصنف کے بقول ان میں محمد (ﷺ) کا ذکر نہیں ہے ۔ اس طرح محمد (ﷺ) کی نبوت کا ذکر عہد نامہ جدید میں نہیں ہے[۲۲]۔

۲۱- عبدالمسیح کندی ، رسالة عبدالمسیح الیٰ الهاشمی یرد بها علیه ویدعوه الیٰ النصرانیة ،طبع بنفقة الجمعیة الانکلیزیة المعروفةجمعیة ترقیة المعارف المسیحیةلندن المحروسة ، ۱۸۸۵ء ،ص ۱۲۸۔۱۲۹۔

See also: Muir, William, Sir, ***The Appology of Al-Kindi,*** Written at the Court of Al-Mamun in Defence of Christianity Against Islam, Society for Promoting Christian Knowledge, London, 1887, P 70.

۲۲- ***Syrian Christians under Islam***, P 83.

و۔ نام کتاب : کتاب المجدَل

مصنف : عمرو بن متا

زبان : عربی

یہ عربی زبان میں تحریر کی گئی ہے اور یہ سجع کے اسلوب میں لکھی گئی ہے ۔نبی کریم ﷺ کی تعریف و توصیف کچھ اس طرح بیان کرتا ہے :

وظهر صاحب الشريعة الاسلام

محمد بن عبدالله العربی (علیه السلام)

ودعا اهلها الی الایمان بالله

وقادهم الیه بالطوع والاکراه

واقتلع أصنام الجاهلية

ونكس رايات الضلالة

وجدد المساجد بيوتاً للصلوات

ووكّد الوصايا بالصيام والزكوٰة

نبی کریم ﷺ نے حضرت عیسیٰ کی آمد کے بارے میں جو پیش گوئی فرمائی اس کے بارے میں لکھتا ہے:

شهد بالصحة ظهور المسيح

ووكد أمر الكلمةوالروح[۲۳]

ز- نام مصنف : تھیوڈور ابو قُرّا

نام کتاب : رساله ابوقُرا

مصنف کم و بیش ۸۲۰ء فوت ہوا ۔ یہ ملکانی فرقہ سے تعلق رکھتا تھا۔ یہ رسالہ مامون کے دربار میں ہونے والے مناظرہ کی سرگزشت ہے اور یہ عیسائیت کے دفاع میں لکھا گیا رسالہ ہے۔

ط- نام مصنف : حبیب بن خدمہ ابو رائطہ

نام کتاب : رسالہ

مصنف ۸۲۸ء کے بعد فوت ہوا اور یہ یعقوبی فرقہ سے تعلق رکھتا تھا ۔ یہ رسالہ بھی عیسائیت کے دفاع

۲۳- ایضاً، ص ۸۶

میں لکھا گیا ہے ۔

ی- نام مصنف : عمارالبصری :

نام کتاب : رسالہ

مصنف کم وبیش ۸۵۰ء میں فوت ہوا۔ مصنف کا تعلق عیسائیت کے نسطوری فرقہ سے تھا ۔

مسیحیت کے رد میں لکھا جانے والا اسلامی ادب

مسیحی علماء نے جب نبی کریمﷺ کی نبوت کے رد میں کتب و رسائل لکھے تو مسلمانوں نے بھی ان کا جواب لکھا ۔مسلمانوں کی طرف سے مندجہ ذیل تحریری مواد سامنے آتا ہے :

☆ عیسیٰ بن صبیح المردار (م۔ ۸۴۰ء) نے ابوقراء کا ردلکھا۔

☆ ابو الہذیل العلاف (م۔ ۸۴۱ء) نے عمار البصری کے خلاف لکھا۔

☆ ضرار بن عمرو معتزلی (م۔۸۰۹ء یا ۸۶۷ء) نے مسیحیت کے رد میں کتاب لکھی ۔

☆ ابوعیسیٰ محمد بن ہارون الوراق (م۔ ۸۶۱ء) نے مسیحیت کا ردلکھا ۔

☆ زیدی امام قاسم بن ابراہیم (م۔ ۸۶۰ء) نے مصر میں قیام کے دوران مسیحیت کے ردمیں لکھا ۔

☆ علی بن ربان طبری (م۔ ۸۶۱ء یا ۸۴۷ء)جو مسیحیت کے نسطوری فرقہ سے تعلق رکھتے تھے بعد میں وہ مسلمان ہو گئے انہوں نے مسیحیت کے رد میں کتاب الدین والدولۃ لکھی ، اور نبی کریمﷺ کی نبوت و رسالت کو بائبل کی پیش گوئیوں کی روشنی میں ثابت کیا ۔ ڈاکٹر منگانا (A.Mingana D.D) نے اس کتاب کا انگریزی میں ترجمہ کیا ۔ جس کا نام ”The Book of Religion and Empire“ ہے(۲۴)۔

☆ ابوعثمان عمرو بن بحر الجاحظ (م۔ ۲۵۵ھ) نے ”الرد علیٰ النصاریٰ “لکھی ۔

☆ نعمان بن محمد الالوسی (۱۹۰۰ء۔ ۱۸۳۶ء) نے عبدالمسیح کندی کی کتاب کا جواب لکھا ۔ جس کا نام ”الجواب الفسیح لما لفقه عبدالمسیح “رکھا ۔

۲۴- ***The Book of Religion and Empire,*** Translated by A. Mingana, D.D., Manchester at the University Press, Longmans,Green & Company, London, 1922.

عصر حاضر میں غیر اسلامی مآخذ کے مطالعہِ سیرت پر اثرات

نبی کریم ﷺ غیروں کی نظر میں

ان مآخذ کے مطالعہ سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ عیسائیت اور یہودیت کی مذہبی کتب کے علاوہ ان مذاہب کے علما کی سریانی اور قبطی وغیرہ زبانوں میں تحریریں موجود تھیں جن میں نبی کریم ﷺ کی آمد کی پیش گوئیاں کی گئی تھیں۔اس لحاظ سے اس وقت کے حالات میں ایک مسیحا یا نبی کا انتظار تھا۔جیسا کہ برنارڈ لوئس (Bernard Lewis) دوسری صدی عیسوی کے یہودی مصنف سائمن بن یحیٰی کی سریانی زبان میں موجود پیش گوئیوں کے تجزیاتی مطالعہ سے یہ بات سامنے آتی ہے:

> "The second king that will arise from the sons of Ishmael loves Israel;"(۲۵)

اس لحاظ سے نبی کریم ﷺ کی دعوت کو ابتداءً بنی اسرائیلی انبیا کے پس منظر میں ہی سمجھا گیا کہ نبی کریم ﷺ کی دعوت دراصل یہود یا نصاریٰ کے کسی بدعتی فرقہ کی دعوت ہے۔ جان دمشقی (۷۴۹ء یا ۷۵۴ء) نبی کریم ﷺ کی دعوت کے متعلق کہتا ہے کہ یہ بنو اسماعیل کا بدعتی فرقہ ہے:

> "Heresy of the Ishmaelites"

حضرت ہاجرہ علیہا السلام کی طرف نسبت کرتے ہوئے اسلام کو سریانی مصنفین نے ہاجرہ سے مہاجریہ (Mahgeraye) یا ''ہاجرہ کے بیٹے'' اور ''حضرت ابراہیم کے بیٹے'' (Sons of Abraham) بھی لکھا ہے۔اسی طرح سریانی مصنفین نے اسلام کے لیے طے (Tayyaye) کا لفظ بھی استعمال کیا (۲۶)۔

یہ بھی کہا گیا کہ اسلام میں ابتداء میں مذہب ''اسلام'' کے لیے لفظ ''حنیف'' استعمال ہوتا تھا:

> "Perhaps the correlation the adjectives hanif and muslim

۲۵- Lewis, B., ***An Apocalyptic Vision of Islamic History,*** in journal *Bulletin of The School of Oriental and African Studies,*University of London, vol. 13, part 2, 1950, P 313.

۲۶- Griffith, Sidney,***"The Prophet Muhammad:*** His Scripture and His Mesage According to the Christian Apologies in Arabic and Syriac from the first Abbaside Century," in ***The Life of Muhammad,*** edited by Uri Rubin, Ashgate, Sidney, 1998, P 367-370.

in Al-Imran (3:67), Muslims apparently fairly commonly called themselves hunafa, and Islam hanifiyyah, at least in the early years of the Islamic era."(۲۷)

عبدالمسیح کندی اور دیگر شامی مصنفین کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے بَحیرا راہب سے تعلیم حاصل کی تھی، مگر بعد میں نبی کریم ﷺ کی تعلیمات کو کعب بن احبار اور عبداللہ بن سلامؓ نے یہودیت کا رنگ دے دیا ۔ اس کا کہنا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مسیحی نسطوری فرقہ کے راہب سرجیئس (Sergius) کے سامنے زانوئے تلمذ طے کیا تھا اور یہی نسطوری راہب بعد میں مکہ مکرمہ آ گیا جہاں نبی کریم ﷺ نے اس کی شاگردی اختیار کی، قریب تھا کہ نبی کریم ﷺ مسیحیت کی تعلیمات کو اختیار کر لیتے کہ نسطوری راہب کا انتقال ہو گیا ۔ بعد میں دو یہودی علما نے کام خراب کر دیا اور ان یہودی علما نے مسیحیت کے رد میں اسلام کو اپنے مذہب کے مطابق ڈھال لیا :

"فلما قوی الامر فی النصرانیة وکاد یتمّ توفّی نسطوریوس هذا ، فوثب عبدالله بن سلام و کعب المعروف بالاحبار الیهودیان بخبثهما ومکرهما ."(۲۸)

اسی طرح فلپ ہٹی کا کہنا ہے کہ سریانی مسیحیوں کے نزدیک نومولد اسلام کاملاً اجنبی اور غیر ملکی نہیں ہو سکتا تھا ۔ وہ اسے نیا مذہب نہیں سمجھتے تھے بلکہ ان کا خیال تھا کہ یہودیت و مسیحیت کا کوئی نیا فرقہ ہے ۔ عمومی نقطۂ نظر سے اسلام اور مسیحیت کے درمیان مخالفت نظریاتی نہ تھی بلکہ صرف رقیبانہ تھی :

"To the Syrian Christian, infant Islam could not have appeared as entirely alien or exotic; in fact it must have appeared more like a new Judaeo-Christian sect than a new religion. In general, Islam's hostility to Christianity was one of rivalry rather than of conflicting ideology."(۲۹)

جب ان مآخذ کی روشنی میں سیرت نبویؐ کا مطالعہ کیا جائے گا تو لامحالہ اسلام کو ایک مستقل دین کی

۲۷- ایضاً، ص ۳۳۶

۲۸- رسالة عبدالمسیح الیٰ الهاشمی یرد بها علیه ویدعوه الیٰ النصرانیة ص ۱۲۸-۱۲۹۔

۲۹- Hitti, P. K., ***History of Syria***, Macmillan & Co. Ltd. London, 1951, P 523.

بجائے عیسائیت اور یہودیت کا ضمیمہ ہی سمجھا جائے گا ۔ چنانچہ عصر حاضر میں اسی پس منظر میں نبی کریم ﷺ کی سیرت اور ان کی دعوت کا مطالعہ کیا گیا مائیکل کک اور کرون ، گریفتھ صمیر کے مطالعے اسی پس منظر میں ہیں ۔ فلپ ہٹی لکھتا ہے کہ بعض مستشرقین اس حد تک چلے گئے ہیں کہ وہ مختلف حیثیتوں میں اسلام کو سریانی مسیحیت کا ایک وارث قرار دیتے ہیں :

"Certain Orientalists go as far as making Islam in many respects an heir of Syrian Christianity."(۳۰)

اس وقت کی مسیحیت اور اسلام میں کون کون سی مماثلتیں پائی جاتی تھیں، جن کی وجہ سے اسلام کو یہودیت و نصرانیت کا فرقہ یا ضمیمہ سمجھا جارہا تھا ؟ اس حوالے سے فلپ ہٹی لکھتا ہے کہ اسلام اور مسیحیت دونوں مذاہب میں فرائض اور نوافل کے درمیان تفریق یکساں طور پر پائی جاتی ہے ۔ شعائر اور تعظیم میں بھی خاصی مشابہت ہے۔ سریانی کلیسا نے دن کے وقت تین نمازیں اور دو رات کے وقت فرض کر رکھی تھیں ۔ اسلام میں پانچ نمازیں اس کے بعد فرض ہوئیں (۳۱)۔

مائیکل کک اور کرون نے انہی وجوہات کی بنا پر اور ان مآخذ کی روشنی میں اپنی کتاب کا آغاز اس طرح کیا ہے کہ اسلام کوئی مستقل مذہب نہیں بلکہ یہ ایک یہودی یا مسیحیت کا فرقہ ہے (۳۲)۔

شاید اسی پس منظر میں اسلامی ذخیرۂ حدیث میں نبی کریم ﷺ سے مروی احادیث کی ایک کثیر تعداد ایسی پائی جاتی ہے جس میں نبی کریم ﷺ نے کئی مواقع پر صحابہ کرامؓ کو یہودیت اور مسیحیت سے اسلام کا امتیاز قائم رکھنے کی تعلیم فرمائی ، تاکہ اسلام کو یہودیت اور مسیحیت کے پس منظر اور ان کے ایک فرقہ کے طور پر نہ سمجھا جائے ۔

اثرات

جہاں تک ان مآخذ کے اثرات کا تعلق ہے تو عصر حاضر میں ان مآخذ سے استفادہ کے نتیجہ میں بیسویں صدی کے نامور مغربی محققینِ علوم اسلامیہ کی کثیر کتب اور تحقیقی اور تجزیاتی مقالہ جات سامنے آئے ہیں ۔ صمیر کے صمیر (Samir K. Samir) نے نبی کریم ﷺ پر اپنا مقالہ ان مآخذ کی روشنی میں قلم بند کیا ہے ، جس کا نام ہے:

۳۰- ایضاً، ص ۵۲۳

۳۱- ایضاً، ص ۵۲۵

۳۲- See Cook, M., Crone, P., ***Hagarism,*** Cambridge University press, 1977, P 3-5.

"The Prophet Muhammad as Seen by Timothy I and Other Arab Christian Authors"

اسی طرح میکسن رابنسن (Maxine Robinson) نے بھی نبی کریم ﷺ کی سیرت پر جو کتاب لکھی ہے اس میں ان غیر اسلامی مآخذ و مصادر سے استفادہ کیا ہے ۔ ان کی کتاب کا نام"Muhammad" ہے ۔

رابنسن کے زیادہ تر یونانی اور بازنطینی مآخذ ہیں ۔ یونانی مآخذ میں ایمیانس مارسیلینس (Ammianus Marcellinus) آرٹیمڈورس آف افیسوس (Artemidorus of Ephesus)، پلینی (Pliny) اور پروکوپیس (Procopius) وغیرہ ،جبکہ بازنطینی مآخذ میں مؤرخ تھیوفینز (Theophanes) وغیرہ شامل ہیں (۳۳)۔

رابنسن نے ان مآخذ کی روشنی میں مطالعۂ سیرت نبوی ﷺ سے جو نتائج اخذ کیے ہیں اور سیرت کے متعلق جو نیا زاویۂ نگاہ پیش کیا ہے ،وہ کچھ اس طرح ہے:

☆ اسلامی مآخذ سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ قبل از اسلام عرب جہالت میں ڈوبا ہوا تھا ۔ اور عرب کا علاقہ ترقی پذیر وحشی (Barbaric) تھا ۔ جبکہ یونانی مآخذ سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ عرب ایک متمدن ، ترقی یافتہ اور مذہبی آبادی پر مشتمل علاقہ تھا (۳۴)۔

☆ نبی کریم ﷺ پر نازل ہونے والی وحی کے متعلق کہتا ہے کہ وہ ایک پُراسرار تجربہ (Mystical Experience)، یا فریب نظر (Hallucinations) ، یا اپنے آپ کا صدور (Emanations of his own being) تھا ۔ دوسری جگہ کہتا ہے کہ وحی کا ظہور ایک آواز (Voice)، حسیاتی مظہر (Sensory Phenomena) تھا (۳۵)۔

عصر حاضر میں مغربی محققین کے ہاں اسلامی و غیر اسلامی مآخذ کی تقسیم ہو چکی ہے ۔واضح رہے کہ مغربی محققین کے ہاں ''غیر اسلامی مآخذ و مصادر'' کے لیے ''فاضل اسلامی مآخذ'' (Extra-Islamic Sources) کی اصطلاح متعارف ہے ۔

درج بالا بحث سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ آج جو سکہ رائج الوقت اسلوب تحقیق ہے وہ غیر اسلامی

۳۳- Robinson, Maxine, ***Muhammad, Penguin Books***, London, 2nd edition, 1996, P 15,19,21,31.

۳۴- ایضاً، ص ۲۴-۴۵

۳۵- ایضاً، ص ۴۲، ۷۷، ۸۱، ۸۲،۱۲۳، ۱۳۰، ۲۱۸

مآخذ کی روشنی میں اسلام کو دیکھنا ہے اور تحقیق کو پذیرائی مل رہی ہے ۔ بلکہ آج مغرب میں یہ خود ایک مستقل اکیڈمک ڈسپلن کا درجہ حاصل کر چکا ہے ۔ اس سلسلہ میں چند اہم کاوشیں حسب ذیل ہیں :

1. The Church in the Shadow of the Mosque, by Sidney Griffith.
2. The Encounter of Eastern Christianity with early Islam by Emmanouela Grypeou, Mark N. Swanson, David Richard Thomas.
3. The Formation of Islam by Jonathan Porter Berkey.
4. Medieval Christian Perceptions of Islam by John Victor Tolan.
5. Western Views of Islam in Medieval and Early Modern Europe: Perception of Other by David R. Blank, Michael Frassetto.
6. Christian Arabic Apologetics During Abbasid Period, 750-1258 by Khalil Samir, Jorgen S. Nielsen.

اس غیر اسلامی علمی ورثہ میں سیرت اور متعلقاتِ سیرت کے بارے میں حق اور مخالفت دونوں قسم کی مباحث مل جاتی ہیں ، جیسا کہ درج بالا ان مآخذوں پر بحث سے واضح ہو رہا ہے ۔جہاں ایک طرف نبی کریم ﷺ کی تعلیمات کے برحق ہونے کی مباحث ملتی ہیں وہاں دوسری طرف تکذیب کا رویہ بھی پایا جاتا ہے۔

نبی کریم ﷺ پر اعتراضات :

ان مآخذ میں نبی کریم ﷺ پر جو اعتراضات کیے گئے ان میں سے چند حسب ذیل ہیں :

- ☆ نبی کریم ﷺ نعوذ باللہ جنگجو تھے، جو ایک نبی کے شایانِ شان نہیں ہے ۔
- ☆ نبی کریم ﷺ بائبل کے لفظ ''فارقلیط'' کا مصداق نہیں تھے ۔
- ☆ نبی کریم ﷺ کی نبوت کی پیش گوئی بائبل میں موجود نہیں ہے ۔
- ☆ حضرت زید بن حارثؓ کی بیوی حضرت زینب جن کو بعد میں انہوں نے طلاق دے دی تھی اور پھر نبی کریم ﷺ نے حضرت زینب سے شادی کر لی۔ اس قصہ سے متعلق مختلف شکوک و شبہات کا اظہار۔
- ☆ نبی کریم ﷺ نے مسیحی نسطوری فرقہ کے راہب سرجئیس (Sergius) کے سامنے زانوئے تلمذ طے کیا تھا ۔

یہی وہ اعتراضات ہیں جن کی بازگشت ہمارے اسلامی ادب میں کسی نہ کسی صورت میں زیر بحث رہے ہیں۔ گویا کہ ان اعتراضات کا ماٰخذ یہی زیر بحث غیر اسلامی علمی ورثہ ہے ۔

اسی طرح یہی اشکالات یونانی ، سریانی اور دیگر زبانوں سے یورپ کی زبانوں میں ترجمہ ہو کر پھیلے ہیں جن کی بازگشت ہمیں یورپ کے سیرت نگاروں کے ہاں ملتی ہے ۔

غیر اسلامی ماٰخذ کا تنقیدی جائزہ

اسلامی علمیات میں اس غیراسلامی علمی ورثہ کی حیثیت اسرائیلیات سے زیادہ نہیں ہے ۔ اس لحاظ سے ایک مسلمان کے لیے یہ ممکن نہیں ہے کہ غیر اسلامی ماٰخذ کو ثانوی کی بجائے بنیادی (Primary) قرار دے کر اسلام کو اس غیر اسلامی علمی ورثہ کی روشنی میں سمجھنے کی کوشش کرے اور اِس علمی ورثہ سے جو نتائج برآمد ہوں ان کو قبول کر لے ۔ اس غیراسلامی علمی ورثہ سے اخذ واستفادہ کا یہ طریقہ زیادہ بہتر ہے:

☆ جو بات اسلامی تعلیمات اور سیرت نبویؐ کے مختلف پہلوؤں سے متصادم ہو، اس کو چھوڑ دیا جائے۔

☆ جن کی تصدیق اسلامی ادب سے ہو چکی ہو ، ان کو مقبول کر لیا جائے۔

☆ وہ اسرائیلی ادب جو نہ اسلام کے حق میں ہو اور نہ مخالف، اس کے بارے میں صحیح رویہ پر وہی ہے جس کے بارے میں کہا گیا کہ : **لا تصدقوھا ولا تکذبوھا** ۔

یہ بات تو ظاہر ہے کہ آج اگر سیرت اس سے متعلقہ مباحث کو صرف اور صرف ان غیر اسلامی ماٰخذ کی روشنی میں دیکھا جائے گا تو لا محالہ نتائجِ تحقیق اسلامی علمیات اور سیرت کی اسلامی مباحث سے میل نہیں کھائیں گے ۔

اسی طرح خود ان غیر اسلامی ماٰخذ و مصادر میں سے بعض کی استنادی حیثیت بھی مختلف فیہ ہے ۔ سڈنی گریفتھ (Sidney Griffith) محقق جارج گراف (Georg Graf) کے حوالے سے مناظرانہ ادب کی استنادی حیثیت کے بارے میں لکھتا ہے :

> "Following the judgment of Georg Graf, most modern scholars doubt the authenticity of these widely differing reports, concluding that later Christians in the Muslim milieu produced them."(۳۶)

مائیکل پین (Michael Philip Penn) لکھتا ہے کہ شامی مصنفین کی یہ عادت تھی کہ وہ وقت بدلنے

۳۶- *The Prophet Muhammad*, P 349

کے ساتھ ساتھ اپنی تحریر بھی بدل دیا کرتے تھے :

"Syriac Scribes and readers often changed the texts that they were reading. In some cases, these modifications motivated by the political and religious challenges brought about by the Islamic Conquests and subsequent Muslim rule."(۳۷)

درج بالا دونوں آراء سے ان مآخذ ومصادر کی جہاں علمی و استنادی حیثیت سامنے آتی ہے تو وہاں ان کے بارے میں اشکالات بھی اٹھتے ہیں ۔

آخری بات یہ ہے کہ اس علمی ورثہ کا تعارفی و تجزیاتی مطالعہ اور اس کے مطالعۂ سیرت پر جو اثرات مرتب ہوئے ہیں، بدقسمتی سے میری معلومات کی حد تک اردو زبان میں اب تک سامنے نہیں آ سکا ہے ، جس کی میں نے ایک ادنیٰ سی تعارفی کوشش کی ہے ۔ضرورت اس بات کی ہے ان غیر اسلامی مآخذ کا تحقیقی جائزہ لیا جائے تا کہ اسلامی علمیات میں ان کی حیثیت کا تعین ممکن ہو سکے ۔

۳۷- Penn, Michael Philip, Monks, ***Manuscripts, and Muslims***: Syriac Textual Changes in Relation to theRise of Islam, in *Hugoye:* Journal of Syriac Studies, Vol. 12.2, 235-257, 2009, by Beth Mardutho: The Syriac Institute and Gorgias Press.